عصر حاضر میں لیزنگ کاروبار کا شرعی جائزہ

مفتی اقبال حسین صابری

مدیر جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات راولپنڈی

ABSTRACT:

A Review of Leasing Based Business(es) In the Modren Age.

By: Mufti Iqbal Hussein

Business(es) based on leasing through banks is widely expanding with least attention to Religious rules and Regulation. This thesis focuses upon the faults and defects of present day leasing process and suggests Some reformate Steps in this regard.

Types of leasing, Rules and Regulations of leasing, Five demerits of this process, leasing time-period have been narrated along side with the proper Islamic method and mode of leasing.

لیزنگ انگریزی زبان کا لفظ ہے عربی میں اس کو اجارہ کہا جاتا ہے اجارہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔اجارۃ العمل، ۲۔اجارۃ المنفعۃ

قال فی البدایع ذکر بعض المشایخ ان الاجارۃ نوعان اجارۃ علی المنافع واجارۃ علی الاعمال (۱)

۱۔ اجارۃ العمل کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام یا عمل کے لئے اجرت کا معاملہ کیا جائے جیسے مزدوری، ملازمت، خدمات، ٹھیکے داری، کمیشن وغیرہ

۲۔ اجارۃ المنفعۃ کا مطلب یہ ہے کسی چیز کی افادیت یا منفعت یا استعمال کا معاملہ کیا جائے جیسے مکانات دکانوں اور گاڑیوں وغیرہ کا کرایہ پر لین دین کرنا

اجارہ کی لغوی تعریف:

لغت میں اجارہ کا اطلاق عمل کے بدلے کسی کو کچھ عوض ادا کرنے پر ہوتا ہے: **قال فی الشامیہ: وفی اللغۃ الاجارۃ فعالۃ اسم للاجرۃ (۲) قال فی البدائع: اما معنی الاجارۃ فالاجارۃ بیع المنفعۃ لغۃ (۳)** اَجَرَ باب ضَرَبَ یَضرِبُ سے آتا ہے اس کا مضارع یَاجِرُ آتا ہے یعنی کسی کے عمل کی جزاء دینا۔ باب مفاعلہ سے بھی آتا ہے اس وقت اس کے معنی آتے ہیں باہم اجارہ کا معاملہ کرنا

اجارہ کی اصطلاحی تعریف:

شمس الأئمہ علامہ سرخسی نے المبسوط میں اجارہ کی تعریف یہ لکھی ہے:

اعلم ان الاجارۃ عقد علی المنفعۃ بعوض ھو مال والعقد علی المنافع شرعا نوعان احدھما بغیر عوض کالعاریہ والوصیہ بالخدمۃ والآخر بعوض وھو الاجارۃ (۴)

بے شک عقد اجارہ عوض یعنی مال کے بدلے میں منفعت کا عقد ہے اور منافع پر عقد کی شرعاً دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک بغیر عوض ہے جیسا کہ عاریت اور خدمت کی وصیت کرنا

اور دوسری قسم یہ ہے کہ عوض کے بدلے میں منافع پر عقد کیا جائے اس کو اجارہ کہا جاتا ہے۔
علامہ حصکفی نے اجارہ کی تعریف یہ لکھی ہے تملیک نفع مقصود من العین بعوض (۵) عوض کے بدلے میں منافع مقصودہ کے مالک بنانے کو شرعا اجارۃ کہا جاتا ہے

متعین عوض کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ کرتے وقت یہ طے ہوجانا ضروری ہے کہ عوض کتنا دیا جائے گا مثلا ایک آدمی نے ایک مکان کرایہ پر لیا تو یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اس کا کرایہ کتنا دیا جائے گا اگر عوض معلوم نہ ہو بلکہ مجھول ہوتو جہالت کی وجہ سے اجارہ فاسد ہوجائے گا اس قید سے ھبہ، صدقہ، عاریت قرض وغیرہ خارج ہوگئے کیونکہ ان اشیاء کا معاوضہ نہیں ہوتا، یہاں اجارہ کی شرائط، ارکان وغیرہ کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے ہم یہاں صرف بینک سے لیز پر گاڑی لینے کا شرعی حکم بیاں کریں گے یعنی آیا بنک سے گاڑی یا مشینری وغیرہ لیزنگ پر حاصل کرنا جائز ہے یانہیں اور شرعا اس کی کیا حیثیت ہے؟

لیزنگ کے فوائد:

لیزنگ کاروبار تجارت ایک ایسا شعبہ ہے جس کے تحت کسی صنعتی یا زرعی منصوبے یا کاروبار کے لئے مشینیں آلات اوزار اور گاڑیاں کرایہ پر یا قسطوں پر حاصل کئے جاسکتے ہیں دنیا کے دوسرے ملکوں میں تو یہ کاروبار کافی عرصے سے رائج ہے البتہ پاکستان میں گزشتہ چند برسوں کے دوران اسے فروغ حاصل ہوا ہے اگر سرمایہ کار کسی صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے منصوبے کے لئے اپنی پسند کا پلانٹ، مشین، آلات اوزار کسی لیزنگ کمپنی سے حاصل کرسکتا ہے اس طرح اسے پلانٹ مشینوں آلات اوزار اور گاڑیوں کی قیمت اگر چاہے تو اسے یکمشت ادا نہیں کرنی ہوگی بلکہ آسانی سے قسطوں پر حاصل کرسکتا ہے۔

لیزنگ کی قسمیں:

لیزنگ کی بہت ساری قسمیں ہیں مثلا :ا۔ فنانس لیزنگ ۲۔ آپریٹنگ لیز ۳۔ سیلز ایڈ لیز ۴۔ کنٹریکٹ ہائر لیزنگ ۵۔ رینٹل ہائر لیزنگ ۶۔ سیلز اینڈ لیز بیک

اس میں جو زیادہ رائج طریقہ ہے وہ فنانس لیزنگ ہے اس لیز کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ

لیز پر حاصل کیا جانے والا سامان لیز کی مدت گزرنے اور واجبات کی ادائیگی مکمل ہونے کے بعد استعمال کرنے والے کی ملکیت ہو جاتا ہے مثلا ایک شخص یا ادارے نے ایک مشین پانچ سال کی لیز پر حاصل کی تو اسے پانچ سال کے دوران مشین کی قیمت اور لیزنگ کمپنی کے منافع کی رقم کی ادائیگی مکمل ہونے کے بعد اسے اس مشین کے حقوق ملکیت حاصل ہو جائیں گے۔

۵۔ لیزنگ کا طریقہ کار:

مثلاً کوئی شخص لیزنگ کمپنی سے گاڑی لیز پر لیتا ہے جس کی بازاری قیمت تین لاکھ روپے ہے مگر لیزنگ کمپنی اس کی لیزنگ ویلیو چار لاکھ مقرر کرتی ہے، جس کی ادائیگی چالیس اقساط میں کرنی ہوتی ہے فی قسط/10000 دس ہزار روپے ماہانہ کرایہ کی صورت میں ادا کرنے ہوتے ہیں۔ گاڑی کو لیز کراتے وقت دس فیصد سیکورٹی ڈپازٹ جمع کرانا لازمی ہوتا ہے جو کہ تقریبا چالیس ہزار روپے بنتا ہے ان چالیس مہینوں کے دوران گاڑی لیزنگ کمپنی کی ہی ملکیت رہتی ہے اور جن صاحب نے گاڑی لیز پر لی ہے وہ اس گاڑی کو کرایہ کے طور پر استعمال کریں گے۔ چار سال کے بعد جب گاڑی کی چالیس اقساط مکمل ہو جائیں گی تو اگر گاڑی لینے والے صاحب یہ چاہتے ہیں کہ وہ گاڑی کو اپنی ملکیت میں لے لیں تو جو سیکورٹی ڈپوزٹ شروع میں جمع کروایا تھا وہ لیزنگ کمپنی گاڑی کی قیمت میں رکھ لے گی اور گاڑی اس شخص کی ملکیت ہو جائے گی اور اگر یہ شخص گاڑی لینا نہیں چاہتا تو پھر لیزنگ کمپنی گاڑی خود رکھ لے گی اور چالیس ہزار روپے اس شخص کو واپس کر دئے جائیں گے (٦)

سیکورٹی ڈپازٹ کی حیثیت کیا ہے:

سیکورٹی ڈپازٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں دو اقوال ہیں ا۔ یہ رقم بینک کے پاس امانت ہے اگر اس موقف کو اختیار کیا جائے تو بینک اس کے ساتھ دو طرح کا معاملہ کر سکتا ہے (الف) یہ رقم بالکل الگ ایک طرف رکھ دے اور اسے اپنے استعمال میں نہ لائے مثلا لاکرز میں رکھ دے

(ب) بینک اسے کلائنٹ کے انویسمنٹ اکاونٹ میں ڈالے پھر مشارکہ ومضاربہ

کے ذریعے تجارت کر کے حاصل شدہ نفع معروف تناسب حصہ کلائنٹ کو دے

۲۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ یہ رقم بینک کے پاس قرض ہے قرض قرار دینے کی صورت میں یہ رقم بینک کی ملکیت میں آجائے گی اور بینک اسے اپنے استعمال میں لا سکے گا۔ اس صورت میں بینک یہ رقم کلائنٹ کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھ سکتا ہے

لیکن اس وقت یہ خرابی لازم آئے گی کہ کلائنٹ بینک کو اس شرط پر قرضہ دے رہا ہے کہ بینک اس کو گاڑی اجارہ پر دے رہا ہے اور یہ قرض علیٰ شرط الاجارہ ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے اگر بینک کلائنٹ کو گاڑی اجارہ پر نہ دے تو کلائنٹ ہرگز بینک کو قرضہ نہ دے گا

شرعی حکم اور اس کی موجودہ کئی خرابیاں بیان کرنے سے پہلے ہم اجارہ (لیز) کے بنیادی قواعد بیان کرتے ہیں جن کے جاننے کے بعد نفس مسئلہ کا سمجھنا آسان ہوگا

لیز (اجارہ) کے بنیادی قواعد

۱۔ لیزنگ ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعے کسی چیز کا مالک طے شدہ مدت کے لئے طے شدہ معاوضہ کے بدلے میں اس چیز کے استعمال کا حق کسی اور شخص کی طرف منتقل کر دیتا ہے

۲۔ لیز ایسی چیز کا ہوسکتا ہے جس کا کوئی ایسا استعمال ہو جس کی کوئی قدر و قیمت ہو لھذا جس چیز کا کوئی استعمال نہ ہو وہ لیز پر نہیں دی جاسکتی

۳۔ لیز کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لیز پر دی گئی چیز کی ملکیت موجر (لیزر) ہی کے پاس رہے اور مستاجر کو صرف حق استعمال منتقل ہو لھذا ہر ایسی چیز جسے صرف کئے بغیر (یعنی ختم کئے بغیر یا اپنے پاس سے نکالے بغیر) استعمال نہیں کیا جاسکتا ہو ان کی لیز بھی نہیں ہوسکتی اس لئے نقد رقم، کھانے پینے کی اشیاء، ایندھن اور گولہ بارود وغیرہ کی لیز ممکن نہیں ہے اس لئے کہ انہیں خرچ کئے بغیر ان کا استعمال ممکن نہیں ہے اگر اس نوعیت کی کوئی چیز لیز پر دے دی گئی تو اسے ایک قرض سمجھا جائے گا اور قرض کے سارے احکام اس پر لاگو ہونگے اس غیر صحیح لیز پر بھی جو کرایہ لیا جائے گا وہ قرض پر لیا جانے والا سود ہوگا

۴۔ لیز پر دی گئی جائداد بذات خود چونکہ موجر (لیزر) کی ملکیت میں ہے اس لئے

ملکیت کی وجہ سے پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کو بھی وہ خود اٹھائے گا لیکن اس کے استعمال کے متعلق ذمہ داریوں کو مستاجر اٹھائے گا

مثلاً: ''الف'' نے اپنا گھر ''ب'' کو کرایہ پر دیا خود اس جائداد پر عائد ٹیکس ''الف'' کے ذمے ہونگے جبکہ پانی کا ٹیکس بجلی کے بل اور مکان کے استعمال کے حوالے سے دیگر اخراجات ''ب'' یعنی مستاجر پر ہونگے

۵۔ لیز کی مدت کا تعین واضح طور پر ہو جانا چاہئے۔

۶۔ لیز کے معاہدے میں لیز کا جو مقصد متعین ہوا ہے مستاجر اس اثاثے کو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کرسکتا ہے جن مقاصد کے لئے عام حالات میں اسے استعمال کیا جاتا ہے لیکن اگر اسے غیر معمولی مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے (جس کے لئے عموماوہ چیز استعمال نہیں ہوتی) تو ایسا وہ موجر (مالک یعنی لیزر) کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔

۷۔ مستاجر کی طرف سے اس چیز کے غلط استعمال یا غفلت وکوتاہی کی وجہ سے جو نقصان ہو وہ اس کا معاوضہ دینے کا ذمہ دار ہے لیز پر دی گئی چیز کی مدت کے دوران موجر(lessor) کے ضمان (risk) میں رہے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سبب سے نقصان ہو جائے جو مستاجر کے اختیار سے باہر ہو تو یہ نقصان موجر برداشت کرے گا۔

۸۔ جو جائداد دو یا زیادہ شخصوں کی ملکیت میں ہو وہ بھی لیز پر دی جاسکتی ہے اور کرایہ مالکان کے درمیان ملکیت میں ان کے حصے کے تناسب سے تقسیم ہوگا۔

۹۔ جو شخص کسی جائداد کی ملکیت میں شریک ہو وہ اپنا متناسب حصہ اپنے شریک ہی کو کرایہ پر دے سکتا ہے کسی اور شخص کو نہیں

۱۰۔ لیز کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لیز پر دی جانے والی چیز فریقین کے لئے اچھی طرح متعین ہونی چاہئے

مثلاً: الف، ب سے کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنی دو دوکانوں میں سے ایک کرایہ پر دیتا ہوں ''ب'' بھی اس سے اتفاق کرلیتا ہے تو یہ اجارہ باطل ہے الا یہ کہ دونوں دکانوں میں سے

ایک کی تعیین اور شناخت ہو جائے (۷)

لیزنگ کے ممنوعہ پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ:

ہم نے پیچھے گاڑی وغیرہ لیز پر حاصل کرنے کا جو طریقہ کار لکھا ہے اس میں شرعی اعتبار سے کئی خرابیاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بینک گاڑی مشینری وغیرہ پر قبضہ کئے بغیر لیز پر دے دیتا ہے حالانکہ خریدنے کے بعد قبضہ کرنا لازمی وضروری ہے۔

۲۔ گاڑی بینک یا لیزنگ کمپنی کی ملکیت میں ہوتی ہے لیکن ضمان میں نہیں ہوتی حالانکہ شرعا اصول یہ ہے کہ جو چیز موجر لیز پر دے رہا ہے وہ موجر کی ضمان میں ہو چنانچہ گاڑی کی تباہی وہلاکت کی صورت میں نقصان بینک یا لیزنگ کمپنی کا نہیں ہوتا بلکہ مستاجر (لیز پر لینے والے) کا ہوتا ہے۔

۳۔ تمام قسطوں کی ادائیگی کے بعد گاڑی لیز پر لینے والا شخص جب گاڑی اپنی ملکیت میں لینا چاہتا ہے تو اس کے لئے عقد جدید نہیں کرتا سابقہ عقد کی بنیاد پر گاڑی اس کی ملکیت میں آجاتی ہے جبکہ شرعا یہ ناجائز ہے۔

۴۔ گاڑی لیز پر حاصل کرتے وقت گاڑی کی انشورنس کرائی جاتی ہے جو کہ شرعا ناجائز ہے

۵۔ اگر کسی قسط کو ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے تو تاخیر کی وجہ سے مستاجر کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ شرعا سود اور ناجائز ہیں اب ہم ان خرابیوں کو تفصیل سے لکھتے ہیں تا کہ ہمارا موقف واضح ہو جائے۔

پہلی خرابی:

پہلی خرابی بینک سے گاڑی لینے میں یہ پائی جاتی ہے کہ بینک جو گاڑی مستاجر کو لیز پر دیتا ہے بینک خود اس پر قبضہ نہیں کرتا شرعی طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے بینک والے گاڑی پر قبضہ کریں اور پھر مستاجر کو لیز پر دیں گاڑی قبضہ کئے بغیر لیز پر دینا جائز نہیں ہے جس طرح کسی چیز کا

قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں اسی طرح قبضہ سے پہلے کرایہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے **عن حکیم بن حزام**ؓ **قال قلت یا رسول الله** ﷺ **انی ابتاع هذه البیوع فما یحل لی منها وما یحرم علی قال یا ابن اخی لا تبیعن شیئاً حتی تقبضه هذا اسناد حسن متصل** (۸) حکیم ابن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں یہ چیزیں فروخت کرتا ہوں ان میں سے کونسی میرے لئے حلال ہے اور کونسی حرام ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بچے کسی چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے مت بیچ اور ابوداؤد کی حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لا تبع مالیس عندک رواہ ابوداؤد وسکت عنہ (۹) یعنی تم اس چیز کو مت بیچو جو تمھارے پاس نہ ہو ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا آدمی مالک نہ بنا ہو یا جو چیز اس کے قبضے میں نہ آئی ہو تو اس کی بیع درست نہیں ہے اسی طرح اس کو اجارہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ جو چیز بیع کو فاسد کرتی ہے وہ اجارہ کو بھی فاسد کردیتی ہے **قال فی الدر المختار : وتفسد الاجارہ بالشروط المخالفة لمقتضیٰ العقد فکل ما افسد البیع مما مر یفسدها** (۱۰) اجارہ کو وہ شروط فاسد کردیتی ہیں جو مقتضیٰ عقد کے خلاف ہوں ہر وہ چیز جو بیع کو فاسد کردیتی ہے وہ اجارہ کو بھی فاسد کردیتی ہیں اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے خریدار کے لئے مطلوبہ چیز خریدنے کے بعد قبضہ ہونے سے پہلے اسے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے بیع قبل القبض کو ناجائز لکھا ہے **فقال فی البزازیه : ونس فی بیع العیون ان اجارة المبیع المنقول شائعا قبل قبضه لایجوز (۱۱)**

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں، کسی چیز کو کرایہ پر دینے کا معاملہ دو طرح ممکن ہے، ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ بینک اشیاء اور سامان خود خریدے اور پھر بطور مالک اس پر قبضہ بھی کرے اور پھر بینک وہ چیز مدت معلومہ اور اجرت معلومہ پر اپنے گاہک کو کرایہ پر دے دے اس صورت میں مدت اجارہ کے ختم ہونے کے بعد وہ اشیاء اور سامان دوبارہ بینک کے قبضہ میں آجائیگا پھر فریقین کو اختیار ہوگا چاہیں تو دوبارہ عقد جدید کرلیں یا فریقین اس وقت آپس میں کوئی قیمت طے کر کے عقد بیع کرلیں اور بینک کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ اشیاء اور سامان کو دوسرے

گاہک کو کرایہ پر دے دے یا دوسرے گاہک کو فروخت کردے مذکورہ بالا طریقہ شرعاً بالکل جائز ہے اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بینک ایسی اشیاء اور سامان کرایہ پر دے جو عقد اجارہ کے وقت اس کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ عقد اجارہ کرنے کے بعد وہ سامان سپلائر سے اپنے گاہک کے نام ہی پر خریدے اور بینک اپنے گاہک کو اس سامان پر قبضہ کرنے اور اس کو وصول کرکے اپنے یہاں نصب کرنے کا وکیل بنا دے اور بینک ایک تاریخ مقرر کردے گا کہ فلاں تاریخ پر عقد بیع مکمل ہو کر عقد اجارہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ اس مقرر تاریخ کے بعد بینک اس چیز کا کرایہ گاہک سے وصول کرتا رہے گا یہاں تک کہ عقد اجارہ کی مدت معاہدہ کے مطابق پوری ہو جائے اور بینک اپنے تمام واجبات گاہک سے وصول کرلے تو پھر بینک وہ سامان معمولی ثمن پر اسی گاہک کے ہاتھ فروخت کردے گا۔

اس دوسری صورت میں فقہی اعتبار سے چند امور قابل غور ہیں۔

ا۔ جس وقت بینک عقد اجارہ کرتا ہے، وہ اس چیز کا مالک بھی نہیں ہوتا، اس پر قبضہ ہونا تو دور کی بات ہے اور جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اس کو کرایہ پر دینا بھی باطل ہے۔ اسی طرح جو چیز انسان کے قبضے میں نہ ہو اس کو کرایہ پر دینا بھی باطل ہے، اس لئے کہ یہ "ربح مالم یضمن" کی قبیل سے ہے جو حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔

علامہ ابن قدامہ کی شرح الکبیر میں ہے۔ **وکذلک لا یصح ہبتہ ولا رھنہ، ولا دفعہ اجرۃ، وما اشبہ ذلک، ولا التصرفات المنعقدۃ الی القبض، لانہ غیر مقبوض فلا سبیل الیٰ اقباضہ** (۱۲) اسی طرح ہبہ رہن اور اجارہ اور دوسرے معاملات جو قبضہ کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اس لئے کہ وہ چیز قبضہ میں نہیں ہے لہٰذا آگے دوسرے کو اس پر قبضہ کرانا بھی ممکن نہیں ہے

فتاویٰ ہندیہ میں ہے" **ومنھا (ای من شرائط صحۃ الاجارۃ) ان یکون مقبوض المؤجر اذا کان منقولا فان لم یکن فی قبضہ فلا یصح اجارتہ** (۱۳)

اجارہ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اگر وہ چیز منقول ہے تو موجر کے قبضے میں ہو، اگر وہ اس کے قبضہ میں نہیں ہے تو پھر عقد اجارہ درست نہیں۔ شوافع کا بھی صحیح قول یہی ہے۔ (۱۴) اس مشکل کا حل یہ ہے کہ جس وقت بنک اور گاہک کے درمیان معاہدہ ہو اس وقت عقد اجارہ کو منعقد نہ مانا جائے۔ بلکہ اس معاہدہ کو عقد اجارہ کے لئے محض ایک وعدہ تصور کیا جائے، پھر جب گاہک سپلائر سے سامان وصول کر کے اپنے قبضے میں لے آئے اور اپنے یہاں نصب کرنے کا کام مکمل ہو جائے اس کے بعد بینک اپنے گاہک کے ساتھ اس تاریخ پر بالمشافہہ یا تحریری مراسلت کے ذریعے عقد اجارہ کرے اور عقد اجارہ کی اس تاریخ سے پہلے وہ سامان بینک کے ضمان میں رہے گا۔ لہٰذا اگر اس دوران وہ سامان تباہ ہو جائے تو بنک کا نقصان ہوگا۔ اور اس تاریخ تک سامان پر گاہک کا قبضہ قبضہ امانت شمار ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ سامان بلا تعدی کے ہلاک یا ضائع ہو جائے تو گاہک ضامن نہیں ہوگا (۱۵)

دوسری خرابی: دوسری خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ لیز پر جو چیز دی جاتی ہے اس کا رسک (ضمان) شرعاً موجر پر آتا ہے یعنی لیز کی مدت کے دوران وہ چیز موجر (کرایہ پر دینے والا) کے ضمان میں رہے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سبب سے نقصان ہو جائے جو مستاجر کے اختیار سے باہر ہو تو یہ نقصان موجر (مالک) برداشت کرے گا جبکہ بینک جو گاڑی لیز پر دیتا ہے اگر اس کو نقصان پہنچ جائے تو نقصان لیز پر لینے والے کا ہوتا ہے بینک کا نقصان نہیں ہوتا۔ ضمان الخ المستاجرہ تعتبر ید المستاجر علی العین المستاجرہ فی اجارۃ المنافع ید امانۃ فلا یضمن مایتلف بید بالتعدی او التقصیر فی الحفظ (۱۶)

سامان، مشینری، گاڑی یا اس کے علاوہ دیگر اشیاء کو کرایہ پر دینے کے بعد ایسے تمام اخراجات جو کہ معمول کے مطابق ہوں اس کو ادا کرنا مستاجر کے ذمے ہوگا اور جو اخراجات سامان کے عمل سے متعلق ہوں اس کا خرچ موجر کی ذمہ داری ہے مثال کے طور پر اگر کسی شخص نے گاڑی لیز پر حاصل کی تو اس گاڑی کے وہ تمام معمول کے اخراجات جو اس کے عمل (working) سے متعلق ہوں جیسے گاڑی کی سروس، ٹیوننگ، اور عام مرمت وغیرہ

یہ سب اخراجات مستاجر کی ذمہ داری ہوگی اور اگر گاڑی کسی قدرتی آفت کا شکار ہوگئی مثلاً ایکسیڈنٹ ہوگیا گاڑی کو آگ لگ گئی یا کسی حادثہ میں گاڑی تباہ ہوگئی تو ایسی صورت میں اس کے نقصان کی ذمہ داری موجر (مالک) کی ہوگی اور مستاجر (لیز پر گاڑی لینے والا) ان نقصانات کا ذمہ دار نہیں ہوگا (۱۷) حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں اصول یہ ہے کہ اگر کرایہ کی چیز پر آفات سماویہ آجائے تو اس صورت میں مستاجر ضامن نہ ہوگا جب تک مستاجر اس میں تعدی سے کام نہ لے (۱۸)

آج کل عموماً اجارہ کے جو معاملات ہوتے ہیں ان میں اجارہ کی حقیقت موجود نہیں جارہ کی حقیقت یہ ہے کہ موجر جو مشینری وغیرہ اجارے پر دے رہا ہو۔ وہ اس کا مالک اور ذمہ دار ہو مگر تمویلی اجارے میں آج کل عموماً ایسا نہیں ہوتا موجر اس مشینری کی کسی قسم کی ذمہ داری نہیں لیتا اگر مشینری کا نقصان ہوجائے تو وہ مستاجر کا نقصان سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ کسی حادثے میں مشینری تباہ ہوجائے تو بھی مستاجر کرایہ دیتا رہتا ہے موجر کا تعلق اس مشینری سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں وہ مشینری کو بیچ کر وپنا قرضہ وصول کر لیتا ہے لھذا آج کل عموماً حقیقی اجارہ نہیں ہوتا اصل مقصد تو سود پر قرض دینا ہی ہوتا ہے مگر ٹیکس سے بچنے کے لئے اجارے کا نام دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے معاملات شرعاً جائز نہیں تاہم اگر موجر واقعی مشینری کا مالک ہو اور وہ اس کی ذمہ داری قبول کر کے اس کا اجارہ کرے تو اس کی گنجائش ہے (۱۹)

تیسری خرابی:

تیسری خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ قسطوں کی ادائیگی کرنے کے بعد گاڑی لیز پر لینے والے شخص کی ملکیت میں سابقہ عقد کی بنیاد پر آجاتی ہے عقد جدید نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بینکوں میں گاڑیوں اور مشینری کو لیز پر دینے کا جو طریقہ رائج ہے اسے ہائر پر چیز کہا جاتا ہے اس میں ایک ہی عقد میں دو معاملات کو جمع کرنے کی خرابی پائی جاتی ہے جسے عربی میں صفقتان فی صفقۃ کہا جاتا ہے جو شرعاً ناجائز ہے حضور ﷺ نے ایسا معاملہ کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے نھی النبی

ﷺ عن صفقتین فی صفقۃ واحدۃ (۲۰) رسول اللہ ﷺ نے ایک عقد کے اندر دو معاملات کرنے سے منع فرمایا ہے مصنف ابن عبد الرزاق میں عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے لاتحل صفقتۃ فی صفقتۃ (۲۱) ایک عقد میں دو معاملے کرنا حلال نہیں ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک عقد میں دو معاملات جمع کرنا جائز نہیں ہے

ہائر پرچیز کیا ہے؟

ہائر پرچیز کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو خریدنے کے لئے کرایہ پر لینا یعنی اگر کوئی شخص یا ادارہ کسی مالیاتی ادارے سے کوئی چیز کرایہ پر لے اور کرایہ کی قسطیں اس طرح مقرر کی جائیں کہ کرایہ کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت بھی وصول ہوتی رہے تو اس عمل کو ہائر پرچیز کہا جاتا ہے آج کل جو گاڑیاں بینک سے لی جاتی ہیں اسی طریقے سے حاصل کی جاتی ہیں یہ صورت دو وجوہات کی بناء پر اختیار کی جاتی ہے، ا۔ اس مشینری وغیرہ کو خریدنے سے حکومت کے ٹیکسوں میں اضافہ ہوجاتا ہے جبکہ ہائر پرچیز کی صورت میں تمام اقساط کی ادائیگی تک ٹیکس سے چھوٹ رہتی ہے

۲۔ ہائر پرچیز پر لی گئی اشیاء عام طور پر بہت قیمتی ہوتی ہے اور ایسی صورت میں بیچنے والا شخص یا ادارے کو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ مطلوبہ سامان بیچنے کی صورت میں اس کی ملکیت فوراً خریدار کی طرف منتقل ہو جائے گی، ہوسکتا ہے وہ اس کی اقساط کی ادائیگی بروقت نہ کرے یا بعد میں دینے سے ہی انکار کردے تو اس صورت میں بیچنے والے ادارے کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا لھذا وہ اپنے لئے بہتر طریقہ یہ سمجھتے ہیں کہ فی الحال تو اس مشینری کو اجارے پر دیا جائے البتہ اس کی اقساط اس طرح پورے کی جائیں کہ اسے بیچنے کی صورت میں نفع سمیت جو کل قیمت ملتی ہے اجارہ کی مدت میں اتنی رقم مل جائے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر ہائر پرچیز میں اجارے پر دی گئی اشیاء کی اجرت ان کی اجر مثل (بازاری قیمت) سے کچھ زیادہ ہوتی ہے اور مستاجر بھی زیادہ قیمت دینے پر اس لئے راضی ہوجاتا ہے کہ اجارہ کی مدت کی انتہاء پر یہ چیز خود بخود اس کی ملکیت میں آجاتی ہے (۲۲)

اس کے ناجائز ہونے کی وجہ کی صورت یہ بنتی ہے کہ زید عمر سے کہے کہ میں آپ کو یہ

گاڑی اس شرط کے ساتھ لیز پر دیتا ہوں کہ اقساط مکمل ہونے کے ساتھ ہی تم اس گاڑی کے مالک بن جاؤ گے اس صورت میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک ہی عقد کے اندر اجارہ بھی ہے اور بیع بھی ہے جو کہ شرعاناجائز ہے احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم لکھتے ہیں فقہی اعتبار سے اس کی دو صورتیں ممکن ہے، ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس سامان کی بیع اجارہ کے ختم ہونے کے ساتھ معلق کردی جائے اس صورت میں بیع دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہوگی ایک یہ کہ مدت اجارہ پوری ہوجائے اور دوسرے یہ کہ مستاجر کا ذمہ تمام واجبات سے فارغ ہوجائے یہ صورت شرعاجائز نہیں ہے کیونکہ اس میں بیع ہے اور بیع کا تعلق ان معاملات سے ہے جن میں تعلیق جائز نہیں اور بیع کو آئندہ کسی زمانے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں علامہ خالد اتاسیؒ شرح المجلۃ میں فرماتے ہیں واما الذی لایصح تولیقہ بالشرط شرعا فضابطہ کل ماکان التملیکات (۲۳) شرعاعقود کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا درست نہیں،

عقد اجارہ کے وقت بیع نہ کی جائے بلکہ بیع کا وعدہ کیا جائے جس کو عقد اجارہ کے اندر بطور شرط کے مقرر کیا جائے اس صورت میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے اور ان جیسی شرائط فقہائے حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اجارہ کو فاسد کردیتی ہیں جب کہ فقہاء مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک بہت ساری شرائط اس میں جو مقتضائے عقد کے خلاف ہونے کے باوجود عقد کو فاسد نہیں کرتی اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ایک ہی صفقہ میں اجارہ کے اندر بیع کی شرط لگانا جائز ہوگا (۱۹)

مالکیہ کے دلائل ذکر کرنے کے بعد مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں مالکیہ کے قول کو اختیار کرتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں یہ ایک وعدہ بیع ہے جو اجارہ کے ساتھ مشروط ہے لیکن اس صورت میں مدت اجارہ کے ختم ہونے کے بعد بیع منعقد ہوگی لھذا جب مدت اجارہ ختم ہوجائے اس وقت فریقین مستقل ایجاب وقبول کے ذریعے بیع کا معاملہ کریں اب چاہے وہ ایجاب وقبول بالمشافہ ہو یا خط وکتابت کے ذریعے ہ

زیر بحث مسئلہ کی ایک صورت اور بھی ہو سکتی ہے جو میرے خیال میں چاروں ائمہ کے مسلک کے مطابق درست ہوگی وہ یہ کہ وعدہ بیع کو اجارہ کے ساتھ مشروط نہ کیا جائے بلکہ وہ وعدہ مستقل علیحدہ کیا جائے اس کی صورت یہ ہوگی کہ فریقین کے درمیان ایک وعدہ ایگریمینٹ میں ہو جائے جس میں اسی بات کا وعدہ ہو کہ فریقین پہلے عقد اجارہ کریں گے اور پھر بیع کریں گے اور پھر وعدہ کے مطابق وقت مقرر پر فریقین کے درمیان اجارہ ہو جائے جس میں بیع کا کوئی ذکر نہ ہو اس کے بعد جب اجارہ کی مدت ختم ہو جائے تو مستقل بیع کر لی جائے جس میں کوئی شرط وغیرہ نہ ہو، اس طرح دونوں عقد مستقل اور غیر مشروط ہو جائیں گے (۲۵)

اس لئے موجودہ بینکوں میں جو طریقہ رائج ہے یہ شرعاً درست نہیں ناجائز ہے اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ گاڑی بینک کے ضمان میں آئے اور اس کا کرایہ بمع نفع کے وصول ہو جائے مدت اجارہ کی تکمیل پر عقد جدید کر کے بینک وہ گاڑی تاجر کو معمولی قیمت پر فروخت کر دے یا ہبہ کر دے۔

چوتھی خرابی:

یہ پائی جاتی ہے کہ بینک تاجر انشورنس کی رقم لے کر گاڑی کی انشورنس کراتے ہیں جبکہ شرعاً انشورنس کرانا ناجائز اور حرام ہے ویسے تو انشورنس کی بہت سی قسمیں ہیں زندگی کا بیمہ، دکان کا بیمہ، حتیٰ کہ اعضاء کا بیمہ بھی ہوتا ہے سب کا طریقہ کار تقریباً ایک جیسا ہوتا ہے

گاڑی کا بیمہ:

مثلاً زید نے دس لاکھ کی گاڑی خرید لی اب وہ چاہتا ہے گاڑی ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رہے اگر اس کی گاڑی کسی حادثے میں تباہ ہو جائے تو اس کے بدلے میں اس کی قیمت اس کو مل جائے تا کہ اس سے وہ دوسری گاڑی خرید لے اور اگر اس کو کسی حادثے میں کسی قسم کا نقصان پہنچے تو اس کی تلافی بھی ہو جائے اس معاملے کے لئے وہ انشورنس کمپنی کے پاس جاتا ہے کمپنی اس سے کہتی ہے کہ اگر آپ اتنی متعین رقم مثلاً چالیس ہزار سالانہ ہمیں ادا کریں تو ہم اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہم آپ کی گاڑی کی ہر قسم کے نقصانات کی تلافی کریں گے زید

کمپنی سے معاملہ کر لیتا ہے گویا وہ کمپنی کو سالانہ چالیس ہزار روپے اس شرط پر دیتا ہے کہ اگر اس کی گاڑی تباہ ہوگئی تو کمپنی اسے دس لاکھ روپے دے گی یا جتنا نقصان ہوگا کمپنی اسے برداشت کرے گی یہ صورت جنرل انشورنس کی ہے

انشورنس کا حکم:

آج کل انشورنس کی جتنی بھی قسمیں ہیں ان میں بنیادی طور پر تین خرابیاں پائی جاتی ہیں ان وجوہات کی بناء پر موجودہ انشورنس کرانا شرعاً جائز نہیں ہے مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں اصول یہ ہے کہ اگر کرایہ کی چیز پر آفات سماویہ آجائے تو اس صورت میں مستاجر ضامن نہ ہوگا جب تک مستاجر اس چیز کی حفاظت میں تعدی سے کام نہ لے اس اصول کے پیش نظر مدت اجارہ کے دوران حوادث اور آفات سے حفاظت کے لئے اس سامان کا انشونس کرانا مستاجر کے ذمہ واجب نہیں ہے لھذا مناسب یہ ہے کہ اگر انشورنس کرانا ضروری ہو تو بینک بحیثیت مالک کے اس کا انشورنس کرائے یہ انشورنس بھی اس وقت جائز ہے جب تعارفی اور جائز انشورنس ہو اگر وہ انشورنس دھوکہ، سود، قمار وغیرہ پر مشتمل ہو (جیسا کہ آج کل انشورنس ان چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے) ایسا انشورنس کرانا شرعا جائز نہیں (۲۶)

مفتی کفایت اللہ دھلویؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں بیمہ دراصل ربوا اور قمار سے مرکب ہے اور یہ دونوں شریعت میں حرام ہیں اس لئے بیمہ خواہ تجارتی ہو یا جائیداد کا یا زندگی کا جبکہ وہ رباء اور قمار سے خالی نہیں ہے شرعا حد جواز میں نہیں آسکتا (۲۷)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے بیمہ میں سود بھی ہے اور جوا بھی ہے اور یہ دونوں چیزیں ممنوع ہیں بیمہ میں سود تو واضح ہے کہ کم رقم قرض دے کر اس سے زیادہ وصول کیا جاتا ہے اور سود کی یہی صورت عربوں میں رائج تھی جس کی حرمت کا اعلان قرآن مجید نے کیا۔ (۲۸) امام جصاص لکھتے ہیں والرباء الذی کانت العرب تعرفہ وتفعلہ انما کان قرض الدرھم والدنانیر الیٰ اجل بزیادۃ علیٰ مقدار ما استقرض علیٰ مایتر اضون بہ (۲۹) اور انشورنس میں قمار اس لئے ہے کہ ہوسکتا ہے گاڑی کو نقصان نہ پہنچے اور نقصان پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے پھر یہ معلوم نہیں کہ کتنا نقصان ہوگا کم یا زیادہ یا

مکمل طور پر گاڑی تباہ ہوگی اور رقم اسلیئے دی جاتی ہے کہ اس خطرے سے نمٹا جائے یہی قمار ہے جونص قطعی سے حرام ہے قال فی الدر المختار: وسمی القمار قمارا لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذہب مالہ الی صاحبہ ویجوز ان یستفید مال صاحبہ وھو حرام بالنص (۳۰) آج کل چونکہ ہر بینک والے گاڑی کا انشورنس کراتے ہیں جو ناجائز ہے اور گاڑی خریدنا بھی ایک ضرورت ہے تو کیا موجودہ دور میں بے شمار خرابیوں کے باوجود ضرورت کے پیش نظر اسے اختیار کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں،۔اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں جس ضرورت کے پائے جانے پر حرام کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس کا مفہوم وہ نہیں جو اردو زبان میں لفظ ضرورت کا مفہوم ہے بلکہ شریعت کے نزدیک حرام کا ارتکاب کرنے کے لئے صرف وہ ضرورت معتبر مانی گئی ہے کہ اگر اس کا ارتکاب نہ کیا جائے تو بھوک، ننگے پن، یا بیماری کی وجہ سے جان یا کسی عضوء کے ہلاک ہونے کا خوف ہو اور اس حرام چیز کے علاوہ کوئی اور حلال چیز بھوک مٹانے علاج کرانے یا پہننے کے لئے نہ ہو تو یہ اضطرار اور مجبوری کی حالت کہلاتی ہے ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اس چیز کو برا سمجھتے ہوئے اور دین کی اطاعت برقرار رکھتے ہوئے وہ چیز بقدر ضرورت استعمال کرلے تو شریعت میں اس کی گنجائش ہے جیسے جان کی ہلاکت کے خوف سے صرف اتنی مقدار میں خنزیر کا گوشت کھانا جس سے جان بچ جائے جائز ہے۔

ظاہر ہے انشورنس کے کاروبار میں اس درجہ ضرورت نہیں پائی جاتی اگر اسے بند کردیا جائے تو جان کی ہلاکت کا یا اعضاء کے تلف ہونے کا اندیشہ نہیں ہے اس لئے نظریہ ضرورت کے تحت اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا اس لئے موجودہ انشورنس کی تمام قسمیں ناجائز اور حرام ہیں تو گاڑی کا بیمہ کرانا بھی ناجائز اور حرام ہوگا اور ضرورت کی بناء پر اسے جائز بھی قرار نہیں دے سکتے اس لئے کہ یہ اس درجے کی ضرورت نہیں ہے جس میں حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت قرآن مجید میں دی گئی ہے۔

پانچویں خرابی:

آج کل فنانشل لیز کے بعض معاہدوں میں کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں

جرمانہ مقرر کیا جاتا ہے جرمانہ کی یہ رقم اگر موجر کی ملکیت میں آجائے اور اس سے اس کی آمدنی میں اضافہ ہو تو یہ رقم موجر کے لئے لینا شرعاً جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کرایہ مستاجر کے ذمے واجب الاداء ہوگیا تو یہ قرض بن گیا اور قرض پر اضافہ وصول کرنے سے قرآن کریم نے واضح طور پر منع کیا ہے اور یہ سود میں داخل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ: پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو اور اگر تم توبہ کرلو گے تو تم کو تمھارے اصل اموال مل جائیں گے نہ تم کسی پر ظلم کرو گے اور نہ تم پر کوئی ظلم ہوگا۔(۳۱)

اس آیت کے پیش نظر اگر مستاجر کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کردے تب بھی موجر اس سے اضافی رقم کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ جب کہ موجودہ زمانے میں اگر اضافی رقم کا مطالبہ نہ کیا جائے تو پھر بعض مستاجر وقت پر کرایہ ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے موجر کو نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے موجودہ زمانے میں یہ کیا جاسکتا ہے کہ مستاجر سے کہا جائے کہ وہ یہ عہد کرے کہ اگر وہ مقررہ تاریخ پر کرایہ ادا کرنے سے قاصر رہا تو وہ معینہ رقم اپنے اختیار کے طور پر صدقہ کرے گا اس مقصد کے لئے موجر یا بینک ایک خیراتی فنڈ قایم کرسکتا ہے جہاں اس جیسی رقوم جمع کرائی جائیں اور انہیں خیراتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اس میں سے ضرورت مندلوگوں کو غیر سودی قرضے بھی دیئے جاسکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ رقم صرف فقراء پر صدقہ کی جائے یہ رقم تاخیر کے حساب سے مختلف بھی ہوسکتی ہے اس کا حساب سالانہ فیصد کے حساب پر بھی کیا جاسکتا ہے اس مقصد کے لئے لیز کے معاہدے میں اس شق کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ شق کی عبارت: مستاجر یہ عہد کرتا ہے کہ اگر وہ کرایہ کی ادائیگی میں مقررہ تاریخ سے تاخیر کرے گا تو وہ سالانہ فیصد کے حساب سے رقم خیراتی فنڈ میں دے گا جو موجر کے زیر انتظام ہوگا اور جسے موجر خیراتی کاموں میں استعمال کرے گا اور یہ فنڈ کسی بھی صورت موجر کی آمدنی کا حصہ نہیں ہوگا یہ تجویز بعض مالکی فقہاء کے بیان کردہ ایک فقہی قاعدے پر مبنی ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں بعض علماء عصر نے اس مسئلے کے حل کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ عقد مرابحہ کرتے وقت یہ لکھوالیا جائے کہ اگر وہ ادائیگی کی اہلیت کے باوجود بروقت ادائیگی نہ کرسکا تو وہ اپنے واجب

الاداء دین کا ایک مخصوص فیصد حصہ ایک خیراتی فنڈ میں چندے کے طور پر ادا کرے گا اس غرض کے لئے بینک میں ایک خیراتی فنڈ قائم کیا جائے گا جو نہ بینک کی ملکیت ہوگا اور نہ اس کی رقوم بینک کی آمدنی میں شامل ہونگی بلکہ اس سے ناداروں کی امداد اور ان کو غیر سودی قرضے فراہم کرنے کا کام لیا جائے گا بعض مالکی فقہاء کے نزدیک ایسا التزام قضاءً بھی نافذ ہو جاتا ہے خیراتی فنڈ میں چندہ دینے کا یہ التزام اسی صورت میں ہوگا جب وہ اہلیت کے باوجود ادائیگی نہ کرے لیکن اگر وہ واقعتاً تنگدستی کی بناء پر ادائیگی سے قاصر رہا تو اس صورت میں خیراتی فنڈ کو چندہ دینے کا پابند نہ ہوگا۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ علیہ اس پر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ مجلس کی تجویز تو یہ ہے کہ یہ فنڈ بینک کے بجائے کسی ثالث کی تحویل میں رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بینک کے لئے تاخیر کی صورت میں مستاجر پر جرمانہ لگانا شرعاً ناجائز ہے سود ہونے کی وجہ سے البتہ یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ ایک خیراتی فنڈ قائم کیا جائے جو بینک کی تحویل میں نہ ہو بلکہ کسی ثالث کی تحویل میں ہو اور تاخیر کی صورت میں وہ شخص اپنا حصہ چندے کے طور پر اس ثالث کو ادا کرے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں جتنے بھی بینک گاڑیاں لیز پر دیتے ہیں ان تمام بینکوں میں یہ پانچ خرابیاں موجود ہوتی ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں، اس لئے جب تک بینک ان خرابیوں کو دور نہیں کرے گا اس وقت تک بینک سے گاڑی لیز پر لینا جائز نہ ہوگا البتہ اگر بینک ان خرابیوں کو دور کرلے اور اجارہ کی شرائط کو مدنظر رکھ کر گاڑی لیز پر دیں تو بینک سے گاڑی لینے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات

۱- امام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی، بدائع الصنائع جلد ۴ ص ۱۶، ط : المکتبۃ الحقانیہ پشاور پاکستان

۲- محمد بن عابدین شامی، رد المحتار جلد ۹ ص ۶، ط مکتبہ

رشیدیہ کوئٹہ
۳- امام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی، بدائع الصنائع جلد ۴ ص ۱۶، ط : المکتبۃ الحقانیہ پشاور پاکستان
۴- ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سھل، المبسوط جلد ۱۵ س ۸۲،ظ المکتبہ الغفار کوئٹہ
۵- امام علاء الدین حصکفیؒ، در مختار جلد ۹ ص ۶، ط المکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۶- مولانا زبیر اشرف عثمانی، جدید معاشی نظام میں اسلامی قانون اجارہ، ص ۴۳۱، ط ادارۃ المعارف کراچی
۷- مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، اسلامی بینکاری کی بنیادیں ص ۱۶۹،ط مکتبہ العارفی فیصل آباد
۸- محمد بن عبد اللہ بن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۵۶،ط مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
۹ - الشیخ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، متن اعلاء السنن جلد۲ ص ۳۶۰،ط ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۱۰- امام علاء الدین حصکفیؒ، در مختارجلد ۹ ص ۷۷، ط المکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۱۱- الشیخ علامہ محمد البزازی، الفتاویٰ البزازیہ جلد ۲ ص ۴۱۲، ط قدیمی کتب خانہ
۱۲- الشرح الکبیر لابن قدامہ ۴:۱۱۶
۱۳- الفتاویٰ الھندیہ ۴: ۴۱۱
۱۴- دیکھئے مغنی المحتاج جلد ۲ : ۲۸.۲۹
۱۵- مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ العالی، فقھی مقالات جلد ۲ ص ۲۷۹، میمن اسلامک پبلشرز نومبر ۱۹۹۴ء
۱۶- الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۶ ص ۳۸۴۵

۱۷- مولانا زبیر اشرف عثمانی، جدید معاشی نظام میں اسلامی اجارہ ص ۲۹۶، ط ادارۃ المعارف کراچی

۱۸- مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ العالی، فقہی مقالات جلد ۱ ص ۲۸۱،میمن اسلامک پبلشرز نومبر ۱۹۹۴ء

۱۹- مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ العالی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۱۴۵ ،ادارۃ المعارف کراچی

۲۰- مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۹۸. جمع الفوائد جلد ۲ ص ۶۵۵ محمد اجمد بن حنبل

۲۱- الحافظ عبد الرزاق الصنعانی،مصنف عبد الرزاق جلد ۸ ص ۱۳۹، ط ادارۃ القرآن کراچی

۲۲- مولانا اعجاز احمد صمدانی، غرر کی صورتیں ص ۱۱۶، ط ادارۃ المعارف کراچی

۲۳- شرح المجلۃ جلد ۱ ص ۴۳۲

۲۴- مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ العالی، فقہی مقالات جلد ۱ ص ۲۸۱،میمن اسلامک پبلشرز نومبر ۱۹۹۴ء

۲۵- مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ العالی، فقہی مقالات جلد ۱ ص ۲۸۳، میمن اسلامک پبلشرزنومبر ۱۹۹۴ء

۲۶- حوالہ بالا

۲۷- مفتی کفایت اللہ دھلوی، کفایت المفتی جلد۸ ص ۹۰، ط دار الاشاعت کراچی جولائی ۲۰۰۱ء

۲۸- مفتی محمود حسن گنگوھی، فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۶ ص ۲۸۷، ط جامعهفاروقیہ کراچی طباعت ۲۰۰۸ء

۲۹- امام جصاص ۲، احکام القرآن جلد ۱ ص ۶۳۵، ط قدیمی کتب خانہ

۳۰- امام علاء الدین حصکفی، الدر المختار جلد ۶ ص ۴۰۳، مکتبہ سعیدیہ

۳۱. سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹